تعلیم السنۃ





شیخ المشائخ عارف باللہ محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ



خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

تعلیم السنّۃ

شیخ المشائخ محی السنّۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

ضروری تفصیل

وعظ : تعلیم السنۃ

واعظ : شیخ المشایخ محی السنۃ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ : ۱۱؍ربیع الاوّل ۱۴۰۸ھ

مقام : ہردوئی

مرتب : شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد افضال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی سے شایع ہونے والی شیخ المشایخ محی السنۃ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتابوں اور مواعظ کی پروف ریڈنگ اور طباعت معیاری ہو۔

الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشرواشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین فن دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہوکر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) حکیم محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات



عرضِ مرتّب

زیر نظر کتاب ''تعلیم السنۃ'' مخدومنا و مرشدنا محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کا ایک گراں قدر وعظ ہے جو کہ ۱۱ ربیع الاوّل ۱۴۰۸ھ کو شہر ہردوئی میں ہوا۔ حضرت والا مدظلہٗ کو حق تعالیٰ نے سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اس کی اشاعت کے کام کو ایسا دردِ دل بنادیا ہے کہ جس نے آپ میں ایک امتیازی شان پیدا کردی ہے کہ شب و روز اسی کا تذکرہ ہے اور اُمتِ مسلمہ میں اس کے احیا کی فکر و سعی ہے۔

درحقیقت قرآنِ پاک نے فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کے حکیمانہ ارشاد کے ذریعے ہمیشہ ہی کے لیے حق تعالیٰ کی معرفت اور اس کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے ایک راہ متعین کردی ہے اور وہ ہے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کہ انسان کی کامیابی و کامرانی کا راز تمام تر اسی میں مضمر ہے، جس سے خود بخود یہ واضح ہوجاتا ہے کہ انسان اپنی فہم و بصیرت، اپنے ادراک اور عقل سے جو بھی طریقہ ایجاد کرے گا وہ عند اللہ غیر مقبول ہے، منزلِ مقصود سے دور کرکے بربادی تک پہنچانے والا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ ہی سے پوری اُمت کو قرآنِ حکیم کی متعین کردہ راہ پر چلنے کی تلقین کی جاتی رہی ہے۔ اسی سلسلے میں حضرت محی السنّۃ مدظلہٗ کی نظرِ ثانی کے بعد اس وعظ کو شایع کرنے کی ہم سعادت حاصل کررہے ہیں، دورانِ تقریر جن احادیث و فقہی مسائل وغیرہ کو بیان کیا گیا کتابوں سے مراجعت کرکے حوالے کے ساتھ ان کو لکھ دیا گیا۔ حق تعالیٰ پوری اُمتِ مسلمہ کو آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز راقم اور ان احباب کو کہ جن کی کوششیں اور مشورے اس سلسلے میں شامل رہے ان سب کو حق تعالیٰ دارین کی فلاح و عافیت نصیب فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد افضال الرحمٰن

خادم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

۱۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

تعلیم السنۃ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا، أَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا[1]

ترجمہ: تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور روزِ آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا ہو (یعنی مومن کامل ہو اس کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔[2]

حضرات! اس وقت قرآنِ پاک کی ایک آیتِ کریمہ پڑھی ہے، مختصر طور پر چند باتیں بیان کرنی ہیں۔

دینی جلسہ کا علمی و عملی فائدہ

مگر اس سے پہلے ایک بات عرض کردوں کہ لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے بہت سے لوگ جلسہ گاہ میں نہیں آتے اور کہتے ہیں کہ گھر پر آرام سے بیٹھے رہو، لیٹے رہو اور دین کی باتیں

[1] الاحزاب:۲۱

[2] بیان القرآن:۹/۴۰،الاحزاب(۲۱)،ایچ ایم سعید



سنتے رہو، اگر کوئی معذور ہو اور بیمار ہو اس کے لیے تو ٹھیک ہے، لیکن دیکھیے ایک فائدہ ہے مجمع میں آنے کا اور ایک فائدہ ہے لاؤڈ اسپیکر کا، کیوں کہ دو چیزیں ہیں: ایک ہے علم اور ایک ہے عمل، دین کی باتیں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے سن لیں تو آدھا فائدہ یعنی علم تو حاصل ہوا، مگر عملی فائدہ جب ہوگا جب کہ مجمع میں آکر بیٹھے گا، اور اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالی کہ ایک دفعہ گوپامئو[۳] میں بیان کے لیے جانا ہوا، انتظام گاؤں کے باہر تھا، سردی کا موسم تھا، سردی زیادہ نہیں تھی، شامیانہ لگا تھا اور قناتیں نہیں تھیں اور اس کی زیادہ ضرورت نہیں تھی، جب جلسہ گاہ میں جانے کے لیے گاؤں کے باہر ہوئے، تو گاؤں کی چیزیں نظر آرہی تھیں اور ایک الاؤ جل رہا تھا، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ کچھ فاصلے پر وہ الاؤ جل رہا ہے وہ نظر آرہا ہے یا نہیں؟ (مجمع سے آواز آئی کہ نظر آرہا ہے) تو میں نے کہا کہ اس کا ایک فائدہ روشنی ہے اور دوسرا فائدہ گرمی ہے، روشنی تو ہم کو مل رہی ہے ایک میل کی دوری پر ہے، لیکن گرمی کس کو ملے گی جو کہ اس کے پاس ہے، الاؤ کا فائدہ تو ہے کہ روشنی دور تک جائے گی، راستہ بُھولے ہوئے کو راستہ مل جائے گا، مگر سردی نہیں دور ہوگی جب تک کہ قریب میں آکر نہ بیٹھے۔ اسی طرح جلسہ کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ کچھ دین کی باتیں ہمارے کان میں پڑ جائیں، بعض دفعہ بہت سی باتیں معلوم نہیں ہوتیں نئی نئی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اور ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ کچھ باتیں پہلے سے معلوم ہیں، مگر عمل نہیں ہوتا ہے تو عمل کی توفیق ہو جاتی ہے، کیوں کہ دینی جلسوں اور اجتماعات میں بہت سے صالح اور نیک لوگ بھی جمع ہو جاتے ہیں کہ ان میں سے کسی کے قلب میں اللہ کی محبت زیادہ غالب ہے، کسی پر خشیت کا غلبہ ہے، کسی پر تواضع کا غلبہ ہے، کسی پر صبر و شکر کا، تو جب ان کے ساتھ بیٹھے گا تو کیا ان کے قلب کا اثر نہیں پڑے گا؟ جیسے کوئی شخص عطر لگا کر آئے تو اثر پہنچتا ہے یا نہیں؟ جب کہ مثل مشہور ہے کہ خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے تو آدمی آدمی کو دیکھ کر رنگ نہیں پکڑے گا! اس لیے جلسہ گاہ میں آنے سے انسان کے قلب کو قوّت پہنچتی ہے، اسی لیے یہ انتظامات کیے جاتے ہیں، ورنہ آج کل تو بہت آسانی ہوگئی ہے کہ ہر زبان میں مضمون لکھ کر اس کو چھاپ کر گھر

---

[۳] شہر ہردوئی سے جانبِ شمال میں ۲۴ کلومیٹر پر ایک تاریخی قصبہ ہے۔

گھر بانٹ دیا جائے، اس سے وعظ تو ہو گیا علم تو پہنچے گا مگر عملی حالت نہیں جائے گی۔

جماعت میں سستی کا علاج

بعض مرتبہ آدمی جانتا ہے کہ یہ چیز بہت بُری ہے مگر عملی کمزوری کی وجہ سے اس کو چھوڑ نہیں پاتا، اس کمی کو دور کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ بزرگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے، چناں چہ بہت سے لوگ لکھتے ہیں اپنے پیر و مرشد اور بزرگوں کے پاس کہ ہماری نماز قضا ہو جاتی ہے، جماعت چھوٹ جاتی ہے، کوئی علاج بتلا دیجیے، اچھا ہے کہ ہر ایک کی حیثیت کے لحاظ سے علاج بتلا دیا جائے کہ نماز قضا نہیں ہوتی ہے، مگر جماعت چھوٹ جاتی ہے تو ایک روپیہ خیرات کرو، پاس روپیہ نہیں ہے تو پھر ناشتہ بند کر دو، یہ کیسی عجیب دوا ہے کہ پیسہ بھی بچا اور بیماری کا علاج بھی ہو گیا۔

عملی قوت پیدا کرنے کا طریقہ

ایسے ہی انسان کے اندر عملی قوت و طاقت پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اللہ والوں کے حالات کا مطالعہ کیا جائے، بزرگوں کے حالات پڑھے جائیں، سنے جائیں بہت بڑی چیز ہے، اب تو پڑھے لکھے لوگ زیادہ ہیں، سیرتِ پاک کو پڑھیے اور سنیے، دو ورق کا معمول مقرر کر لیجیے، اگر ہم لوگ ایسا کریں کہ جو پڑھے ہوئے ہیں وہ دو صفحہ دو ورق پڑھ لیں اور جو پڑھے ہوئے نہیں ہیں سلسلہ وار سنیں پھر دیکھیے کیسا نفع ہوتا ہے۔ آج آپ رات کی رانی کا درخت لگاتے ہیں، تو آج ہی پھل پھول نہیں آتا کچھ دنوں کے بعد آتا ہے، آج گیہوں کا بیج ڈالتے ہیں تو آج ہی پودا نہیں اگتا ہے کچھ مدّت کے بعد اگتا ہے، ٹی بی کے مریض کو آج انجکشن لگاتے ہیں تو فوراً اثر نہیں ہوتا ہے، مہینوں لگ جاتے ہیں فائدہ ہونے میں، ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو مسلسل پڑھیے، اس سے قلب پر اثر ہوتا ہے بہت کچھ اثر ہوتا ہے۔



ایک متبعِ سنّت بزرگ کا واقعہ

آج کل عصر کے بعد ہمارے مدرسے میں بیس منٹ کی مجلس ہوتی ہے، اس میں احادیثِ پاک سنائی جاتی ہیں۔ ایک بزرگ گزرے ہیں مولانا شاہ اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، میاں صاحب کے نام سے مشہور تھے، بہت بڑے عالم اور محدّث تھے، سنّت کے عاشق تھے، انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے "گلزارِ سنّت" کے نام سے، جس میں ہر چیز کی سنّت مثلاً کھانے اور سونے وغیرہ کی سنّتیں جمع کی ہیں، ان کا عجیب واقعہ ہے آج بچوں کو سنایا گیا کہ ان کے ایک بہت پُرانے بے تکلف دوست تھے، مغرب کے بعد آتے تھے اور عشاء تک بیٹھتے تھے، گھنٹہ سوا گھنٹہ کی مجلس لگتی تھی، ایک دن حسبِ معمول مغرب کے بعد آئے، تو میاں صاحب نے فرمایا کہ مولانا! آج بات عربی میں ہوگی۔ اُن کو تعجب ہوا کہ عربی میں بات کیوں ہوگی، کوئی راز کی بات تو نہیں؟ عربی میں بات کرنے کی عادت کسی کو نہیں تھی اور جب عادت نہیں ہوتی ہے تو زبان نہیں چلتی، چناں چہ کوئی ضروری بات ہوتی کر کے خاموش ہوجاتے، روزانہ ایک گھنٹہ بیٹھتے تھے، اس دن آدھے گھنٹے کے اندر رخصت ہونے لگے، تو انہوں نے کہا حضرت میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ آج آپ نے عربی کی قید کیوں لگائی؟ فرمایا کہ پہلے ایک مثال سنو پھر بتلاؤں گا کہ یہ قید کیوں لگائی، بات یہ ہے کہ ایک شخص ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت مال دیا ہے، خوب اُڑاتا ہے خوب کھاتا ہے پیتا ہے اور مال کو بغیر سوچے خرچ کرتا ہے، اس نے ایک دن حساب لگایا کہ بیس ہزار میں سے ایک ہزار یا پانچ سو باقی رہ گئے ہیں، تو اب فکر کرتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ بالکل خالی ہو جائے، آمدنی بڑھ جانے کے لیے کاروبار میں روپیہ لگا دیتا ہے اور سوچ سمجھ کر خرچ کرتا ہے، پھر فرمایا کہ بھائی ہم لوگوں کی عمریں اتنی ہوگئی ہیں دھیان نہیں، اب تک خوب اُلٹی سیدھی ضروری و غیر ضروری باتیں کرتے رہے، اب جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ عمر تھوڑی رہ گئی ہے، کیوں کہ حدیث میں ہے کہ اس اُمت کی عمروں کا اوسط ساٹھ سال ستّر سال کے درمیان ہے، اب عمر اتنی ہوگئی ہے، اس لیے میں نے عربی کی قید لگائی کہ ضروری باتیں تو ہوں گی، باقی وقت ذکر کے اندر لگے گا اور مجلس بھی جلدی برخاست ہوجائے گی، چناں چہ آج ایسا ہی ہوا ہے۔



اوقات کی قدر کرنی چاہیے

انسان میں اوقات کی قدر کتنی اہم بات ہے، کس طرح سمجھایا کہ ہماری عمر بہت کم رہ گئی، اب توذرا ان کو سوچ سمجھ کر صَرف کرو، آخرت کا توشہ وسامان مہیا کرو اور دنیا سے تعلق اُٹھاؤ اور ہٹاؤ۔ پہلے زمانے میں سلفِ صالحین کی عمر چالیس سال کی ہوتی تھی تو آخرت کی فکر کرتے تھے اور کاروبار دوسروں کے سُپرد کر دیتے تھے۔

اس لیے جو پینتالیس اور پچاس سال کے ہوگئے ہیں تو ان کے کتنے دن باقی رہ گئے ہیں، ان کو سوچ سمجھ کر خرچ کرے اور ایسے ہی جو ساٹھ کے اُوپر ہوگئے ہیں ان کو تو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہر سال توسیع مل رہی ہے اور جو ستر کے اوپر ہوگئے ان کو تو ہر روز توسیع مل رہی ہے، اس کی قدر کرنی چاہیے اور آخرت کی فکر کرنا چاہیے، اسی کو شعر میں ایک بزرگ نے فرمایا ؎

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور
اور جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے
تابکے غفلت سحر ہونے کو ہے
باندھ لے تو توشہ سفر ہونے کو ہے
اور ختم ہر فرد و بشر ہونے کو ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا آخر موت ہے

موت کی حقیقت

موت پر ایک بات یاد آتی ہے کہ موت کے معنٰی ہٹنے کے ہیں مٹنے کے نہیں ہیں، پچھلی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا، ابھی تھوڑی دیر کے بعد ہم سب کا انتقال ہو جائے گا کہ



بیان ختم ہونے کے بعد ہم سب جلسہ گاہ سے گھر میں چلے جائیں گے، اسی طرح موت سے کون گیا؟ جسم تو گیا نہیں، وہ یہیں رہا بلکہ روح چلی گئی، مٹی نہیں۔ رحلت کے معنیٰ کوچ کرنا۔ روح کے یہاں سے چلے جانے کے بعد اس کو جس جگہ رکھا جائے گا وہ برزخ ہے۔ جس طریقے سے ایک گھر ہوتا ہے اور ایک جانے کی جگہ ہوتی ہے اور ایک درمیانی جگہ ویٹنگ روم ہوتا ہے، اسی طرح دنیا اور آخرت کے درمیان ایک منزل برزخ ہے جو گویا ویٹنگ روم کی طرح ہے، کہ دنیا سے جانے کے بعد روح کے ٹھہرنے کی جگہ ہے، پھر انسان کے جسم کو قبر کے اندر رکھا جاتا ہے پھر وہ روح ڈالی جاتی ہے اور سوالات کیے جاتے ہیں جس طرح ایک ملک سے دوسرے ملک میں آدمی جاتا ہے تو پاسپورٹ اور ویزا کی جانچ ہوتی ہے، اسی طرح وہاں پوچھتے ہیں کہ اس عالم کے اندر آئے ہو، تیاری کرکے آئے ہو کہ نہیں۔

حق تعالیٰ بہت رحیم ہیں

عجیب بات ہے کہ دنیا کے اندر کوئی امتحان ہوتا ہے تو پہلے سے کوئی سوال نہیں بتلاتا ہے، کیوں کہ ایسا کردے تو سب اوّل نمبر سے پاس ہوجائیں گے، جگہ کہاں سے دیں گے؟ مگر اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہیں، چاہتے ہیں کہ سب ہی پاس ہوجائیں، وہاں جگہ کی تنگی نہیں ہے، اس لیے پہلے ہی انبیائے کرام کے ذریعے بتلادیا کہ وہاں پوچھا جائے گا مَنْ رَبُّكَ تمہارا پالنے والا کون ہے؟ مَا دِيْنُكَ تمہارا دین کیا ہے؟ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِىْ بُعِثَ فِيْكُمْ ان بزرگ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اشارہ ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ جس درجہ کا ٹکٹ ہوتا ہے ویسا ہی ویٹنگ روم ہوتا ہے، اسی طرح آخرت کے سفر کے لیے دنیا میں رہ کر جتنی تیاری کی ہے ویسا ہی معاملہ ہوگا۔ چناں چہ حدیث میں ہے کہ جس نے ان سوالوں کے جواب صحیح صحیح دے دیے تو حکم ہوتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ لٰہذا اس کے لیے جنت کا فرش بچھاؤ اور اس کو جنت کی پوشاک پہناؤ اور اس کے واسطے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو، چناں چہ جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے پاس جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں اور حدِ نظر تک اس کی قبر کو کشادہ کردیا جاتا ہے، جس شخص نے اپنا سبق یاد نہیں کیا ہے اور ان سوالوں کے جوابات نہیں دیے تو اس کے لیے حکم ہوتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا فرش بچھاؤ، آگ کا لباس اس کو پہناؤ اور اس کے



واسطے ایک دروازہ دوزخ کی طرف کھول دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دوزخ سے اس کے پاس گرم ہوائیں اور بوئیں آتی ہیں اور فرمایا کہ اس کی قبر اس کے لیے تنگ کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر، اُدھر کی پسلیاں ادھر نکل آتی ہیں، پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ایسا گرز ہوتا ہے کہ اس کو اگر پہاڑ پر مارا جائے تو وہ پہاڑ مٹی ہو جائے اور وہ فرشتہ اس کو اس گرز سے اس طرح مارتا ہے کہ اس کے چیخنے چلّانے کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سنّتی ہیں، مگر جن وانسان نہیں سنتے اور اس مارنے سے وہ مُردہ مٹی ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر اس کے اندر رُوح ڈالی جاتی ہے۔[۴]

نمازِ عصر کا اہتمام اور اس کا فائدہ

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب مردہ کو قبر کے اندر دفن کردیا جاتا ہے تو اس کے سامنے غروبِ آفتاب کا وقت پیش کیا جاتا ہے، چناں چہ وہ مُردہ ہاتھوں سے آنکھوں کو ملتا ہوا اُٹھ بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے چھوڑدو تاکہ میں نماز پڑھ لوں[۵]۔ جو نماز کا پابند ہوگا وہ آسانی سے پاس ہو جائے گا۔ مردہ کے سامنے غروبِ آفتاب کا وقت پیش کرنے سے نمازِ عصر کی اہمیت اور اس کے اہتمام کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے۔ چناں چہ شارح مشکوٰۃ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اِنَّ وَجْهَهُ الْاِشَارَةُ اِلٰى تَأَكُّدِ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَاَنَّهَا الْوُسْطٰى فَمُثِّلَ لَهٗ اٰخِرُ وَقْتِهَا لِيَطْلُبَ صَلَاتَهَا اِعْلَامًا بِمَزِيْدِ فَضْلِهَا وَتَأَكُّدِهَا[۶]

قرآنِ پاک میں فرمایا گیا:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾[۷]

محافظت کرو سب نمازوں کی (عموماً) اور (خاص کر) درمیانی نماز کی، اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے۔

---

۴ سنن ابی داؤد: ۲/۲۹۸، باب فی المسألة فی القبر وعذاب القبر، ایچ ایم سعید

۵ کنزالعمال: ۱۵/۶۰۲ (۴۲۳۹۱)، مؤسسة الرسالة

۶ مرقاة المفاتیح: ۱/۲۱۲، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثالث، المکتبة الامدادیة

۷ البقرة: ۲۳۸

بیچ کی نماز عصر کی نماز ہے، کیوں کہ اس کے ایک طرف دن کی دو نمازیں ہیں، ایک فجر اور ظہر، دوسری طرف رات کی دو نمازیں ہیں مغرب اور عشاء۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلٰوۃُ الْوُسْطٰی صَلٰوۃُ الْعَصْرِ[۵]

درمیانی نماز عصر کی نماز ہے۔ یوں تو ہر نماز کی پابندی کرے، عصر کی خاص طور سے کرے تا کہ قبر کے اندر آسانی ہو جائے۔

ہر کام میں تین باتیں ہوتی ہیں

بات میں بات نکلتی جارہی ہے، اس وقت خاص طور پر اس کی طرف توجہ دلانی تھی کہ ہر انسان خواہ کوئی بھی ہو مسلمان کی قید نہیں ہے، جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو تین باتیں اس کے ذہن میں ہوتی ہیں، مثلاً سفر میں جانا ہے تو کیا چاہتے ہیں، عزّت کے ساتھ سفر ہو یا ذلّت کے ساتھ؟ راحت کے ساتھ ہو یا مشقت کے ساتھ؟ تیسری بات یہ کہ راستہ جلدی طے ہو یا دیر میں؟ ظاہر ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ جس مقصد کے لیے جانا ہے وہاں جلدی پہنچے، یہی وجہ ہے کہ جب اسکولوں کی چھٹی ہوتی ہے تو ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ گھر جلدی پہنچیں، اگر بس میں جگہ نہیں ہوتی تو لٹک کر جاتے ہیں، تو تین باتیں ہر ایک کے ذہن میں ہوتی ہیں، جن کو قافیہ کے ساتھ میں نے اپنے مدرسے میں بچوں کو یاد کرایا ہے۔ عزت، راحت، عجلت۔

اصلی مقصد کیا ہے؟

یہاں پر سب اہلِ علم ہیں، اہلِ ایمان ہیں، ان کا اصلی مقصد کیا ہے؟ مقصدِ اصلی دو ہیں: یا جنت یا جہنّم۔ حکم ہے کہ نیک گمان رکھو، اتنے لوگ بیٹھے ہیں، کیوں بچّو بولو! جنت میں جانا چاہتے ہو یا جہنم میں؟ آواز آئی کہ جنت میں جانا چاہتے ہیں، جنت جہاں آرام ہی آرام ہے، راحت ہی راحت ہے، جہنم جہاں تکلیف ہی تکلیف ہے، جب سب کا مقصد جنت ہے تو اس میں

---

۵ جامع الترمذی: ۱/۴۴، ۴۵، باب ماجاء فی صلوٰۃ الوسطٰی انہا العصر، ایچ ایم سعید

پہنچنے کے دو راستے ہیں ایک عزت کا راستہ ہے اور ایک ذلّت کا راستہ ہے، ایک راحت کا راستہ ہے ایک تکلیف کا راستہ ہے۔

گناہوں پر سزا ملے گی

ایک شخص کا انتقال ہوا، نماز روزہ کا پابند نہیں تھا، حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتا تھا، شراب و زناکاری کا عادی تھا، غیبت، بہتان، چوری اور بہت سے گناہوں کا عادی تھا، اس کو قبر کا عذاب شروع ہو جاتا ہے، قبر سے مُراد گڑھا نہیں ہے اصل برزخ ہے، اس کو عذاب تو وہاں ہوتا ہے، یہاں جسم پر کبھی کبھی عبرت کے لیے ظاہر کیا جاتا ہے، پھر میدانِ محشر کے اندر پریشانی ہوگی، پُل صراط پر چلیں گے تو جہنّم کے اندر گرا دیے جائیں گے۔

مسلمان جہنم میں کیوں جائے گا؟

یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ مسلمان کو جہنم میں کیوں ڈالا جائے گا؟ بات یہ ہے کہ گندے کپڑے کو آپ جس طرح الماری میں نہیں رکھتے، بلکہ پہلے صفائی کے لیے اس کو بھٹی پر رکھا جاتا ہے، گرمایا جاتا ہے تپایا جاتا ہے، کوٹا جاتا ہے جس سے پاک وصاف ہو کر اب الماری کے اندر قرینے سے سجا کر لگایا جاتا ہے، ایسے ہی گندے اخلاق مثلاً، حسد، تکبّر، کینہ وغیرہ اور گناہوں کی وجہ سے دل گندا ہو گیا اور دنیا میں رہ کر اس کی فکر نہیں کی بلکہ ایسی ہی حالت میں گیا ہے تو دل کی صفائی کی ضرورت ہے طہارت کی ضرورت ہے، اس لیے جہنم کی بھٹی میں ڈالا جائے گا تاکہ پاک وصاف ہو جائے، جب گندگیوں سے پاک ہو جائے گا تو جنت کے اندر جائے گا۔

کون لوگ شفاعت کریں گے؟

جنت میں داخلہ سفارش سے ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے: سب سے پہلے انبیائے کرام پھر علمائے کرام پھر شہداء، اور حافظ کی بھی سفارش سے لوگ عذاب سے بچ جائیں گے اگر ان کے اعمال صحیح ہوں گے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص قرآنِ پاک کو پڑھے اور اس کو حفظ کرے حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل



کریں گے اور اپنے دس اعزاء واقرباء کے لیے اس کی شفاعت قبول کریں گے جن کے لیے جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہے[۹]۔ناظرہ خواں کی بھی سفارش ہو گی، اگر اُن کے اعمال اچھے ہوں گے تو وہ بھی جنت کے اندر جائیں گے ان کے ماں باپ بھی جائیں گے۔

کیسا یہ انقلاب ہے؟

آج کل لوگ امریکہ کی بہت تعریف کرتے ہیں کہ اس کے آدمی چاند پر پہنچنے میں کامیاب ہوگئے اور اس کو بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں، حالاں کہ چاند آسمان کے نیچے ہے اور ہمارے یہ دینی مدارس ومکاتب کہ جس میں قرآنِ پاک حفظ کراتے ہیں، ناظرہ پڑھاتے ہیں، جن طلباء نے قرآن حفظ کرلیا اُن کو جنت کا پاسپورٹ مل گیا، ساتھ میں دس اعزاء کے لیے بھی مل گیا اور جنھوں نے ناظرہ پڑھ لیا خود ان کو جنت کا پاسپورٹ مل گیا، ساتھ میں ان کے والدین کو بھی مل گیا، ان مدارس سے جنت کا پاسپورٹ ملتا ہے جو کہ آسمان سے اُوپر ہے، لیکن کوئی بھی ان کی تعریف نہیں کرتا اور نہ اس کو بڑا کارنامہ سمجھتا ہے، کیا خوب کہا ہے ؎

کیسا یہ انقلاب ہے
دیکھ کے دل کباب ہے

جنّت کا آسان راستہ

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جنّت میں جانے کے دو راستے ہیں، تو اب سوال یہ ہے کہ جنّت کی طرف عزّت سے پہنچنے، راحت سے پہنچنے، عجلت سے پہنچنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس کا طریقہ اہتمامِ سنّت ہے۔ ساری زندگی پانچ تاء کے اندر آگئی ہیں، اپنی طرف سے نہیں کہتا، قرآنِ پاک میں ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَہُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾
خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡہَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾[۱۰]

---

۹ سنن ابن ماجۃ:۳۵۷(۴۳۱۳)،باب ذکر الشفاعۃ،المکتبۃ الرحمانیۃ
۱۰ الکہف:۱۰۷،۱۰۸

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ان کی مہمانی کے لیے فردوس (یعنی بہشت) کے باغ ہوں گے، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (نہ ان کو کوئی نکالے گا اور) نہ وہاں سے کہیں جانا چاہیں گے۔

ایمان کی حقیقت

ایمان کے معنیٰ جو چیز عالم میں جیسی ہے اس کو ویسا ہی ماننا۔ حقائق کو ماننا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، زمین و آسمان کا خالق ہے، انبیائے کرام کو بھیجا ہے، فرشتے ہیں، جنات ہیں، شیاطین ہیں، جنت ہے، جہنم ہے، پل صراط ہے، قرآنِ پاک اللہ کی کتاب ہے، یہ ہے ایمان۔ آگے فرمایا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور نیک کام کرتے رہتے ہیں، نیک اعمال میں اعلیٰ درجہ سنّت کا ہے یعنی سنّت کا اہتمام اور التزام کیا۔

شاہی مہمان کا اعزاز ہوتا ہے

تو ایسے شخص کے لیے جنت کے اندر شاہی مہمان خانہ ہوں گے۔ شاہی مہمان کو تکلیف نہیں ہوتی ہے بلکہ راحت ہوتی ہے۔ دیکھیے حکومتِ سعودیہ عربیہ حکومتِ ہند کے پاس اطلاع بھیجے کہ اپنے ملک کے فلاں شہر کے فلاں آدمی یا فلاں ماسٹر یا فلاں انجینئر کو ہمارے یہاں بھیج دیجیے، تو اس کی اطلاع اس شہر کے حاکم کے پاس بھیجی جائے گی اور وہ ان صاحب سے رابطہ کرکے اُن کی رضامندی اور جانے کی تاریخ معلوم کرے گا، اس کے بعد پاسپورٹ، ویزا، ریزرویشن وغیرہ کا سب کام ہو جائے گا، کیا اس کو کوئی پریشانی ہوگی؟ نہیں! سعودیہ عربیہ کی حکومت کے بلانے کی وجہ سے اس کا مہمان ہو گیا، تو اس حکومت میں اس کا اعزاز ہو رہا ہے کہ حکومت خود اس کے سارے انتظامات کر رہی ہے۔ جب ایک حکومت کے مہمان کے ساتھ یہ اعزاز و اکرام کا معاملہ ہے تو جس کی حکومت دونوں جہاں میں ہو اس کے مہمان کا کیا کہنا! اللہ تعالیٰ کی حکومت وہاں بھی ہے اور یہاں بھی ہے۔

مزے دار زندگی کس کو ملے گی؟

جب وہاں اکرام و اعزاز کا معاملہ ہو گا تو کیا دنیا میں نہیں ہو گا؟ اسی کو قرآنِ پاک



میں فرمایا: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً[۱۱] جو لوگ ایمان لائے، نیک کام کیے، حقائق ماننے والے ہیں، ایمان کے ساتھ متصف ہیں تو فرماتے ہیں کہ ہم اس کو مزے دار زندگی دیں گے دنیا کے اندر۔ آخرت میں یہ اجر ہوگا کہ شاہی مہمان ہوگا۔ پہلے سو فصد ایسے لوگ تھے کہ ہر صحابی کی یہ شان تھی، ہر مومن ولی تھا، پھر انحطاط شروع ہوا تو تناسب میں کمی آگئی کہ ایسی شان کے لوگ نوّے فیصد ہوئے پھر اور کمی آتی رہی، اب ہزار پانچ سو میں ایک ولی ہوتا ہے جن کو ہم بزرگانِ دین اور اولیاءاللہ کہتے ہیں۔ اُن کی زندگی کو دیکھیے کہ دنیا میں مزے دار زندگی ہے، چین وسکون اور آرام کی زندگی ہے، ان کے پاس بڑے بڑے لوگ کروڑپتی چین وسکون حاصل کرنے آتے ہیں۔ تو جو ایمان لائے اور عملِ صالح کرے اس کے لیے مزے دار زندگی ہے، دنیا میں اس کے لیے اعزاز ہے، آخرت میں ان کے لیے جو ہوگا وہ تو ہوگا ہی۔

ہر کام میں کسی کی نقل ہوتی ہے

جو آیتِ کریمہ میں نے پڑھی ہے، اسی پر بیان کرنا ہے کہ ہم لوگ دنیا میں جو کام کرتے ہیں، سوناجاگنا، کھاناپینا، ختنہ عقیقہ، شادی وغیرہ، ان کو کسی بھی طریقے سے کریں تو اس کے متعلق سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کو اس طرح کیوں کیا ہے؟ ظاہر ہے اس کے مختلف جوابات ہوں گے، کوئی کہے گا ہماری پسند ہے اس لیے ایسا کیا ہے، کوئی کہے گا کہ ہمارے باپ دادا کا یہی طریقہ ہے، کوئی کہے گا کہ ہمارے خاندان کا یہی طریقہ ہے، کوئی کہے گا کہ ہماری برادری کا یہی طریقہ ہے، کوئی کہے گا ہمارے صوبہ اور ہمارے ملک میں ایسا ہوتا ہے، کوئی کہے گا کہ ہم باہر سے آکر یہاں رہے، محلہ والوں اور دوست واحباب کو ایسا کرتے دیکھا وہی ہم نے کیا اور کوئی کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی سنّت طریقہ ہے۔

اعلیٰ ذات کی نقل کرے

اب خود فیصلہ کرو کہ کام تو کرنا ہی ہے تو کس کی نقل کرے؟ کسی شرابی یا کبابی کی،

---

[۱۱] النحل: ۹۷

اچھے آدمی کی کرے یا بُرے آدمی کے بُرے عمل کی؟ نقل اس ذات کی کرے جو اعلیٰ درجہ کی ہو۔ اگر کوئی بچّے کی نقل کرے تو کوئی اس کو اچھا کہے گا؟ لوگ اس کو احمق کہیں گے۔ اعلیٰ درجہ کا کون ہے جس کو دنیا بھی تسلیم کرے، وہ ذات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

ایک لطیفہ

ایک کتاب امریکہ سے انگریزی زبان میں لکھی گئی[۱۲] اس کا ترجمہ اُردو زبان میں ہوا ہے۔ کتاب پر ایک لطیفہ یاد آگیا، ایک صاحب وہ کتاب لائے اور اس کو دیکھا کہ اس میں سوبڑے لکھا تھا، اس نے کہا سُوبڑے کیا چیز ہے؟ اُن سے کہا میرے پاس لاؤ، وہ کتاب لائے اس کی پشت پر سو ۱۰۰ بڑے لکھا تھا، اس کو وہ سُوبڑے پڑھ رہے تھے۔ یہ تو لیاقت تھی اُن کی۔

دنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتی ہے

اس کتاب میں دنیا کے سو ۱۰۰ بڑے لوگوں کا نام لکھا ہے جس میں بڑے بڑے حکماء اور دانش وروں کا اور بڑے بڑے انبیائے کرام کا نام ہے، بڑے بڑے فلاسفر اور بادشاہوں کا نام ہے اور جن کو قوم کے لیڈران کہا جاتا ہے ان کا نام ہے، ان سب میں سب سے پہلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی ہے۔ دنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتی ہے، آپ کو بڑا تسلیم کرتی ہے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقے میں کامیابی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑی ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذواتِ قدسیہ کے سلسلے میں دنیا یہ کہتی ہے کہ ان کے طریقے پر چلو فلاح پاؤ گے، ان کے طرز پر حکومت کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

۱۲؎ مصنف کا نام سیموئل نسنس ولیم اے ڈی وٹ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نمونہ ہے

اس لیے اتباع کس کی کرے، اسی کو قرآنِ پاک میں فرمایا گیا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی یہ نمونہ ہے۔ میرے عزیز دوستو! میں صرف توجہ دلانے کے لیے کہتا ہوں کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتلایا ہوا اور نماز کے اندر درود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھتے ہیں، نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقے پر پڑھتے ہیں، لیکن جب آتا ہے شادی اور عقیقہ کا وقت، اس میں کس کا طریقہ اختیار کرتے ہیں؟

داڑھی رکھنا واجب ہے

اسی طرح ایک چیز اور بھی قابلِ توجہ ہے، وہ ہے شرعی داڑھی، کہ لوگ اس کو اچھا تو سمجھتے ہیں مگر ضروری نہیں سمجھتے، حالاں کہ اتنی مہتم بالشان چیز ہے کہ جتنا ضروری وتر کی نماز ہے، جتنا ضروری عید الاضحیٰ کی نماز ہے، عید الفطر کی نماز ہے، اتنا ہی ضروری شرعی داڑھی بھی ہے اور واجب ہے۔ احادیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِرُّوا اللِّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ [۱۳]

مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیاں خوب بڑھاؤ اور مونچھوں کے بال کاٹ کر کم کرو۔

داڑھی نہ ہونے کا نقصان

کوئی رات کی رانی کی قلم لگائے اور ملیح آباد سے دسہری کے آم کی قلم لگائے اور ایک ماہ دو ماہ کے بعد اس پر قینچی چلاتا جائے تو کیا اس کے فوائد حاصل ہوں گے؟ اسی طرح شرعی داڑھی نہ ہونے سے اس کے جو فوائد ہیں وہ چلے جائیں گے، اس کی محبوبیت چلی جائے گی

[۱۳] صحیح البخاری: ۸۷۵/۲ (۵۹۱۳)، باب تقلیم الاظفار، المکتبۃ المظھریۃ



عظمت چلی جائے گی، اسی کو ایک بزرگ نے کہا ہے ؎

اتباعِ غیر مسلم سے بس اب بیزار ہو
آشنائے یار ہو بے گانہ اغیار ہو
ہٹلر جابر نہ تُو اسٹالن خونخوار ہو
خالد جانباز ہو تو حیدر کرار ہو

واجب کا اہتمام نہیں کرتے

سنّت کا ماشاء اللہ بہت اہتمام کیا جاتا ہے، نماز کی سنّتیں پڑھتے ہیں، رمضان کے مہینے میں تراویح کے اندر پورا قرآنِ پاک کا سننا سنّت ہے، مہینہ بھر اس کے لیے مشقت برداشت کرتے ہیں، یہ ذوق وشوق قابلِ داد ہے، مگر اس سے زیادہ عجیب بات ہے کہ واجب جس کا درجہ سنّت سے بڑھ کر ہے اس کا اہتمام نہیں کرتے، کیا بات ہے کہ وتر کی نماز کبھی قضا نہیں ہوتی داڑھی بھی اتنی ہی ضروری ہے اس کو نہیں رکھتے۔

شرعی داڑھی کیا ہے؟

شرعی داڑھی کیا ہے؟ داڑھی داڑھ سے شروع ہوتی ہے، دائیں بائیں اور سامنے ہر طرف بال ہوں، کتنے لمبے ہوں، حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مُبارک اتنی بڑی تھی کہ کَانَ یُخَلِّلُ لِحْیَتَہٗ اتنی بڑی تھی کہ خلال کرتے تھے۔[۱۴] اسی لیے حکم ہے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اَلْحَاصِلُ اَنَّ عَامَّۃَ الْکُتُبِ عَلٰی اَنَّ الْقَدْرَ الْمَسْنُوْنَ ھُوَالْقُبْضَۃُ[۱۵] حاصل یہ ہے کہ عامہ کتب اس پر شاہد ہیں کہ قدرِ مسنون قدرِ واجب داڑھی میں مقدار ایک مشت ہے، جب داڑھی ایک مشت سے زائد ہو جائے تو کتروالے، اس سے پہلے کتروائے گا تو گناہ گار ہوگا اَمَّا الْاَخْذُ مِنْھَا وَھِیَ دُوْنَ

---

[۱۴] جامع الترمذی: ۱/۱۴، باب ما جاء فی تخلیل اللحیۃ، ایچ ایم سعید

[۱۵] ردالمحتار علی الدر المختار: ۳/۳۹۷، باب ما یفسد الصوم، مطلب فی الاخذ من اللحیۃ، دار عالم الکتب، الریاض

الْقُبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ[۱۷] لیکن داڑھی کا کٹانا جب کہ وہ مقدارِ قبضہ سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مخنث قسم کے انسان یہ حرکت کرتے ہیں تو اس کو کسی نے بھی مباح نہیں قرار دیا ہے۔

ہم کس کی نقل کررہے ہیں؟

ایک بات بتلاؤ! حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ہم کو محبت ہے، اگر خواب میں ان کی زیارت ہو تو چہرہ کیسا ہو گا؟ اُسترا چلا ہوا یا مشین چلا ہوا؟ خود سوچو، صحابۂ کرام اور خلفائے راشدین کی زیارت ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو تو ان حضرات کا کیسا چہرہ ہو گا؟ اور ہم کس کی نقل کر رہے ہیں؟ اسی کو ایک بزرگ نے فرمایا۔

کبھی اغیار سے خالی کرے گا بھی کنارا آخر
تیرے پہلو میں ہو گا بھی کبھی تیرا نگار آخر

اسلامی تعلیم سب سے اچھی اور نافع ہے

میرے عزیز دوستو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے نمونہ بنا کر بھیجا ہے، ایک ایک تعلیم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے وہ سب سے اچھی اور سب سے زیادہ نافع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ایک تعلیم اور کسی ایک طریقے کو لے لیجیے، پھر دنیا والوں سے پوچھیے کہ اس سلسلے میں تمہاری تعلیم کیا ہے؟ تمہارا طریقہ کیا ہے؟ دونوں کا موازنہ کر لیجیے، معلوم کر لیجیے کہ اعتبار سے فائدہ کس میں ہے، خود معلوم ہو جائے گا۔ ڈاکٹر، انجینئر بڑے بڑے ماہر، خاص طور پر جو لوگ اعمال کے فوائد جاننے والے ہیں سب کے سب مانتے ہیں کہ اسلام اور شریعت کی تعلیم کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہیں، مثال کے طور پر کھانا کھاؤ تو حکم

---

[۱۷] ردالمحتار علی الدر المختار: ۳/۳۹۸، باب ما یفسد الصوم، مطلب فی الاخذ من اللحیۃ، دار عالم الکتب، الریاض

ہے کہ کوئی چیز بچھالو پھر کھانا کھاؤ اور ہاتھ دھولو اور ہاتھ دھونے کے بعد اس کو پونچھو مت۔ اب ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ ہاتھ کو پونچھنے سے جراثیم لگ جاتے ہیں، سینکڑوں سال میں دنیا والے جہاں پہنچے شریعت نے پہلے ہی بتلادیا کہ ہاتھ کو نہ پونچھا کرو، اسی طریقے سے تین انگلیوں سے کھاؤ، چھوٹا لقمہ کھاؤ، آسانی سے چبایا جائے اطمینان سے، اگر بڑے بڑے لقمے کھاؤ گے تو کیا ہو گا؟ چھوٹے چھوٹے سو لقمے لو تو کوئی حرج نہیں ہے، لوگوں کی نگاہ میں نہیں جاؤ گے اور اگر پانچ لقمے بڑے بڑے لیے تو معاملہ خراب ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں نفع ہی نفع ہے۔ اس لیے سنّتوں کی اشاعت کیجیے، سنّت کا اہتمام کرنا چاہیے۔

آخری بات

اپنے اپنے مکاتب اور اپنے اپنے گھروں میں بچّوں کو ایک ایک سنّت بتائی جائے، یاد کرائی جائے، علماء سے پوچھیے معلوم کیجیے، اُن سے جو سنّت معلوم ہو جائے اس کو اپنی مسجد اور اپنے گھر میں سنایئے اور عمل کیجیے۔ ایک بلب لگائیں گے تو اس کی روشنی دوسروں تک پہنچتی ہے، تو اگر سنّت کا ایک بلب لگائیں گے تو کیا دوسروں کو فائدہ نہ ہو گا؟ اس کے آس پاس فیض نہیں پہنچے گا؟ حدیث کے اندر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَرَكْتُ فِيكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ[۱۸]

جب تک قرآنِ پاک اور حدیث مضبوطی سے پکڑے رہو گے کبھی سرگرداں و حیران و پریشان نہ ہو گے۔ خیال تھا کہ تھوڑی دیر بیان کروں گا کیوں کہ ایک نکاح میں جانا تھا، لیکن وہاں مہمانوں کے آنے میں دیر ہو گئی، اس وجہ سے یہ ارادہ کیا کہ پہلے یہاں بیان کر دوں بعد میں وہاں جاؤں، بس اب میں بیان ختم کر رہا ہوں، حق تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

[۱۸] مؤطأ الامام مالك: ۷۰۲/۱، مكتبة نور محمد

اُمورِ عشرہ برائے اصلاحِ معاشرہ

از محی السنۃ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاء اللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسننِ مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا۔ اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بد نگاہی، بد گمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاقِ ذمیمہ (بُرے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائلِ تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قرأت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقے کو سیکھنا۔ نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کر کے ان پر عمل کی مشق کرنا۔



۷۔ سننِ عادات کا بھی خاص خیال رکھنا۔ مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ مسنون طریقے پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلامِ پاک کے حُسن و جمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعدِ اخفاء واظہار، معروف و مجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا۔ ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات و معاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت و پریشانی میں مبتلا نہیں ہوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہوا ہوں۔ نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر و ثواب ہو گا۔

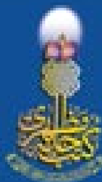
۱۰۔ اپنے شب و روز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سنّتِ مؤکدہ، سنّت غیر مؤکدہ، مستحب و مباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر و شرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔



ہر مسلمان اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے، لیکن اللہ کی محبت اور خوشنودی محض خواہش کرنے سے نہیں ملے گی، اس کے لیے عمل بھی کرنا ہوگا، اور عمل کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنی معرفت وخوشنودی حاصل کرنے کا طریقہ بتادیا کہ اگر میری محبت حاصل کرنی ہے تو میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اتباع کرنا ہوگی۔

شیخ المشایخ عارف باللہ محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''تعلیم السنۃ'' میں اس اہم امر کو واضح کیا ہے کہ قرآن وسنت کی راہ سے ہٹ کر انسان اپنے فہم وعقل سے اللہ تک پہنچنے کا جو طریقہ اختیار کرے گا وہ عند اللہ غیر مقبول ہوگا اور منزل سے دور کرکے بربادی تک پہنچادے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ سے پوری اُمت قرآنِ حکیم کی متعین کردہ راہ پر چلنے ہی کی برکت سے منزل مقصود تک پہنچی ہے۔ حضرت کے اس وعظ میں جن احادیث وفقہی مسائل وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے، کتابوں سے مراجعت کرکے حوالے کے ساتھ ان کو لکھ کر مستند کردیا گیا ہے۔

www.khanqah.org



ناشر

کتب خانہ مظہری